ابن صفی

ہمارے ناقدین نے جاسوسی ادب کو درخور اعتنا نہیں سمجھا لیکن اس حقیقت سے وہ بھی انکار نہیں کرتے کہ برصغیر میں ابنِ صفی کے سوا کوئی ایسا مصنف نہیں گزرا جس نے اپنی تخلیقات سے اپنی ہی زندگی میں تین نسلوں کو یکساں طور پر متاثر کیا ہو۔

ابنِ صفی

مسیح الحسن رضوی (لکھنؤ)

میں ان سطور کی ابتدا ہی میں نہایت صفائی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جاسوسی ادب سے مجھے کوئی خاص تعلق یا دلچسپی نہیں رہی ہے۔ نوجوانی میں ضرور کچھ جاسوسی قسم کی چیزیں پڑھی تھیں لیکن اب وہ امتدادِ زمانہ کے ہاتھوں ذہن سے فراموش ہو چکی ہیں۔ اس لیے اس موضوع پر زیادہ کہنے کا حق نہیں رکھتا۔

ملک کی آزادی کے بعد ترقی پسند ادب کے ساتھ جاسوسی ادب کا ایک سیلاب سا آگیا اُردو میں بھی اور ہندی میں بھی جسے قارئین نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس زمانہ میں ایک سکہ رائج الوقت سامنے آیا۔ ابنِ صفی ماہنامہ جاسوسی دُنیا کا خالق جو دیکھتے ہی دیکھتے پڑھنے والوں کے ذہنوں پر چھاتا چلا گیا۔ ایک کے بعد ایک ناول جس نے پڑھنے والوں کے ایک بڑے گروہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ جاسوسی ادب کے قارئین بے چینی سے جاسوسی دُنیا کا انتظار کرتے اور جب پرچہ بازار میں آتا تو وہ ہاتھوں ہاتھ بک جاتا نہایت وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ایک رسالہ کو کتنے ہی آدمی بار بار پڑھتے اور ان کی طبیعت سیر نہ ہوتی۔ وہ دم بخود اور مبہوت ہو کر رہ جاتے۔

ابنِ صفی کے کردار ہی ایسے جاندار تھے کہ لوگ ان سے ایک بار متعارف ہونے کے بعد کبھی نہ بھول پاتے۔ جاسوسی ادب کا کون سا پڑھنے والا ایسا ہوگا جو عمران، فریدی اور قہقہہ زار قاسم سے دوستی کرنے کے بعد انہیں بھول جاتا ہو۔ ابنِ صفی کے قلم میں وہ سادگی تھی کہ اچھے سے اچھا نثر نگار اس کی پیروی کرنے سے معذور تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے جملوں کے بین السطور بہت کچھ کہہ جانے کے فن سے واقف تھا۔ اس کے ناولوں میں خوبصورت ویمپ قسم کی ہیروئن آتی تھی۔ قاری کو گمان رہتا تھا کہ عمران یا حمید اب پھسلا کہ اب پھسلا لیکن وہ ان کی امیدوں پر نہایت چابکدستی سے پانی پھیر دیتا اور اس طرح اپنے کرداروں کو گھٹیا (CHEEP) بنانے سے بچا لے جاتا اور اس کا پڑھنے والا اس ہوشیاری اور فنکاری پر عش عش کر اُٹھتا۔ جہاں تک میری اپنی رائے ہے کہ بہت کم ناول نگاروں نے اس خوبصورتی سے مرد کو عورت کی عیاری سے بچانے اور اپنا کام ہنرمندی سے نکالنے کے اس حربہ کو استعمال کیا ہوگا۔ ابنِ صفی جہاں تک ممکن ہوتا سیکس اور تشدد سے بچتا تھا۔

شاید یہاں کہا جائے کہ تفریحی ادب میں اس طرح کی سچویشن پیدا کرنا قاری پر ستم ڈھانے کے مترادف ہے۔ لیکن اگر ناول نگار اپنے کرداروں کو اس صورتِ حال سے بچانے کے لیے دوسرے تفریحی سامان مہیا کر دیتا ہے تو یہ کوئی بڑی خامی نہیں ہے۔ خامی تو تب ہوتی ہے جب ہیروئن ایک روایتی انداز میں سپر ڈال کر ہیرو پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار ہو جاتی یا دوسرے الفاظ میں اس کو اس طرح کہا جاتا ہے کہ اس کی قلبِ ماہیت ہو جاتی ہے لیکن صد آفریں ابنِ صفی کے قلم کو اس نے ایسی مصنوعی صورتِ حال کہیں بھی پیدا نہیں ہونے دی۔ کیونکہ اس طرح کی قلبِ ماہیت فنی کمزوری ہوتی ہے اور یہ باتیں پردہ فلم پر ہی زیب دیتی ہیں۔

ابنِ صفی اس عہد کا ایک بڑا جاسوسی ناول نگار تھا اس نے کم و بیش تین سو ناول لکھے اور قارئین کی تفریح کو ہر ناول میں ملحوظ رکھا۔ وہ کوئی مصلح قسم کا ادیب نہیں تھا اس لیے سماجی بُرائیوں کا حل تلاش کرنا اس کے یہاں بے سود ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ اس کا یہ کارنامہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس کے ناولوں کی بدولت سینکڑوں آدمیوں نے اُردو سیکھی۔ یہ اتنی بڑی خدمت ہے جو ہمارے

ملک کا بڑے سے بڑا ادیب انجام نہیں دے سکا۔

ابنِ صفی کو میں نے دیکھا نہیں تھا صرف نام سُنا تھا۔ ان کے ناول بھی نہیں پڑھے تھے لیکن جب ۱۹۷۵ء میں میر اعباس حسینی اور شکیل جمالی صاحبان سے تعلق ہوا تو میں نے اُن کے بارے میں بہت کچھ سُنا اور تب ایک ایسے انسان کی شبیہہ میرے ذہن میں بن گئی جو بے حد شریف، با اخلاق، تعلیم یافتہ اور نستعلیق تھا۔ وہ اپنے دوستوں پر جان چھڑکنے والا تھا ان کے لیے نقصان بھی اُٹھا سکتا تھا لیکن جو وعدہ کر لیتا تھا اسے پورا کرتا تھا۔ بھلا بتائیے تو سہی پورے چونتیس برس ایک ہی پبلشر سے وابستہ رہنا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے جب کہ اس کے سر پر شہرت کا تاج بھی سجا دیا گیا تھا۔ وہ برِّصغیر کا واحد اور ممتاز جاسوسی ناول نگار تھا۔ لیکن اُسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ابنِ صفی کی شخصیت کی تعمیر میں ادارۂ نکہت کا بہت بڑا ہاتھ تھا ورنہ یہ ذہین اور باصلاحیت انسان ادب کی دُنیا میں کچھ بھی ہو سکتا تھا لیکن "ابنِ صفی" بہرحال نہ ہوتا اور شاید یہی وہ احساس تھا کہ ابنِ صفی نے کبھی ادارہ نکہت سے تجارتی رشتہ نہ رکھا بلکہ ایک قلبی رشتہ تھا جسے انہوں زندگی کے آخری لمحوں تک بخوبی نبھایا۔ یہ بھی ان کے کردار کی عظمت کی دلیل ہے۔

آج ابنِ صفی کا قلم ہمیشہ کے لیے خاموش ہو چکا ہے۔ اسے جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھ کر موت کی آغوش میں سو گیا۔ لیکن یہ کہنا کہ کوئی خلا پُر نہیں ہو سکتا ایک رسمی سی بات ہے زندگی کا کارواں کسی منزل پر نہیں رُکتا وہ رواں دواں بڑھا چلا جاتا ہے اِس رواں دواں قافلے میں جو لوگ شریک ہوتے ہیں وہ پچھلوں کی روایت کو آگے بڑھاتے ہیں اس لیے مجھے یقین ہے کہ ابنِ صفی کا قلم خاموش نہیں ہوا ہے اُس نے تو بس یہ کیا ہے کہ یہ قلم دوسروں کے ہاتھ میں دے کر اپنا فرض ادا کر دیا ہے وہ اپنے کردار ایکسٹو کی طرح نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے لیکن اس کے کردار اس سماج میں یادوں کی طرح چاروں طرف بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ اسمگلنگ بھی کرتے ہیں، جرائم بھی کرتے ہیں اور پولیس کو چکمہ بھی دیتے ہیں۔ اب یہ فرض اُن قلم کاروں کا ہے جو ابنِ صفی کی روایت کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں کہ ان کے قلم کو اور نوک دار بنا کر سماج کی ان دکھتی رگوں میں نشتر لگائیں۔

نئی نسل کا فرض یہیں ختم نہیں ہو جاتا کہ وہ ابنِ صفی کے قلم کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی تقلید میں لکھنا شروع کر دیں۔ یہ کام تو ہر کوئی کر سکتا ہے۔ دراصل ان کے کرنے کا جو کام ہے وہ یہ ہے کہ وہ ابنِ صفی کی طرح سماجی رشتوں کے پھیلاؤ اس کی بڑھتی ہوئی پیچیدگیوں اور اس کی بڑھتی ہوئی سادیت (SADISM) کو سمجھیں اور اس کے انداز کو اپنا کر جاسوسی ادب کو مالا مال کرنے کی سعی کریں۔ یہ کام آسان نہیں ہے لیکن اگر ابنِ صفی کی تصنیفات کو دوسرے عالمی ادب کے جاسوسی ادب کے پس منظر میں پڑھا جائے گا تو یہ منزل آسان ہو جائے گی۔ ابنِ صفی کا کارنامہ یہی نہیں تھا کہ وہ ہر ماہ ایک جاسوسی ناول لکھتا تھا۔ وہ بنیادی طور پر ایک تخلیقی فنکار تھا۔ وہ ایک بلند درجے کا شاعر بھی تھا۔ مزاحیہ نگار بھی تھا اور افسانہ نگار بھی تھا۔ ان ہی سب خصوصیات نے اسے اس مقام پر پہنچا دیا تھا جہاں ہر شخص اسے خراجِ عقیدت پیش کر رہا ہے۔ لیکن اس کو بہترین خراجِ عقیدت پیش کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ اس کے کام کو آگے بڑھایا جائے۔ معلوم نہیں اس کے ذہن میں ابھی کتنے کردار جنم لینے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اگر یہ کردار اس کی موجودہ تخلیقات کی روشنی میں کوئی پیش کر سکے تو ابنِ صفی کو سب سے بڑا خراجِ عقیدت یہی ہو گا۔

ہم ادیبوں سے مایوس نہیں ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ابنِ صفی کے چراغ سے دوسرے چراغ روشن ہوں گے۔ تیز اور تیز جن کی روشنی سے آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی اور جاسوسی ادب کا دامن مالا مال ہو جائے گا۔

ہمارے ناقدین نے اب تک ادب کی اس صنف کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا تھا لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ سنجیدگی سے اس بات پر غور کیا جائے کہ آخر کیوں لاکھوں لوگ ابنِ صفی کے ناول نہایت پابندی اور دلچسپی سے پڑھ کر اپنا وقت اور پیسہ برباد کرتے ہیں (اِن لاکھوں لوگوں میں ہمارے ناقدین حضرات بھی شامل ہیں) میرے علم میں ابھی تک پورے برِّصغیر میں کوئی ایسا مصنف نہیں گزرا ہے جس نے اپنی تخلیقات سے اپنی ہی زندگی میں پوری تین نسلوں کو یکساں طور پر متاثر کیا ہو! یہ بات سرسری طور پر ٹال دینے کی نہیں ہے۔ اگر آپ عوام کا احترام کرتے ہیں تو اس سوال کا جواب تلاش کرنا ہو گا۔ ابنِ صفی کی موت نے اور اس پر ہونے والے زبردست سوگ نے یہ سوال مثبت طریقے سے ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے! انڈر ورلڈ کو سمجھنا اور سمجھانا آج کے سماجی مزاج کی بہت بڑی خدمت ہے۔